Lesson 1: Nahl (Ayaat 1- 21): Day 4 سُوْرَۃُ النّحل کی تفسیر

ابھی تو ہم نے پہاڑ دیکھے ہیں اب اگلی چیز پہ چلتے ہیں سمندروں کے اندر کیا کیا طوفان برپا ہیں۔ فرمایا؛

وَهُوَ الَّذِىۡ سَخَّرَ الۡبَحۡرَ لِتَاۡكُلُوۡا مِنۡهُ لَحۡمًا طَرِيًّا وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡيَةً تَلۡبَسُوۡنَهَا‌ ۚ وَتَرَى الۡفُلۡكَ مَوَاخِرَ فِيۡهِ وَلِتَبۡتَغُوۡا مِنۡ فَضۡلِهٖ وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُوۡنَ‏ ﴿۱۴﴾

اور وہی تو ہے جس نے دریا کو تمہارے اختیار میں کیا تاکہ اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ اور اس سے زیور (موتی وغیرہ) نکالو جسے تم پہنتے ہو۔ اور تم دیکھتے ہو کہ کشتیاں دریا میں پانی کو پھاڑتی چلی جاتی ہیں۔ اور اس لیے بھی (دریا کو تمہارے اختیار میں کیا) کہ تم خدا کے فضل سے (معاش) تلاش کرو تاکہ اس کا شکر کرو۔

تاکہ تم اس سے تازہ گوشت اور سی فوڈ کھاؤ۔ تاکہ تم اس میں سے حِلۡيَةً کھاو۔ حِلۡيَة، گہنے کو کہتے ہیں۔ یہاں سے آپ جو سمندروں کے اندر سے فائدے نکلتے ہیں ان کو جمع کر کے دیکھیں تو سب سے پہلی چیز ہے سَخَّرَ الۡبَحۡرَ۔ ہم اس سمندر پر چلتے ہیں۔ ہم ایک سوئی اس سمندر پر رکھیں تو وہ ڈوب جائے اور اسی سمندر پر ہم بڑے بڑے جہاز لے کر چلتے ہیں۔ کبھی کشتی میں بیٹھے ہوں گے، کیا یہ عقل میں آنے والی بات ہے کہ ایک انسان جس کا اتنا وزن ہے آپ کسی کچے ڈبے یا چھوٹی سی کرسی پر بیٹھیں تو ہو سکتا ہے کہ وہ آپ کے وزن سے ٹیڑھی ہو جائے، دب جائے۔ لیکن آپ پانی کے اوپر چلتے پھرتے ہیں لیکن اس کو کچھ نہیں ہوتا تصور کیجیے کہ پانی کو دبائیں تو وہ دبے گا، لیکن اتنی بڑی کشتی اور وہ پانی کے اوپر ہے اور اس میں چالیس چالیس لوگ بیٹھے ہیں۔ اور جو بڑے بڑے جہاز ہیں اس میں تین تین سو لوگ

ہوتے ہیں۔ تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ کبھی دیکھا سَخَّرَ الْبَحْرَ، اس پانی کی نرمی کو محسوس کر کے دیکھو۔ جو جتنی بڑی کشتیاں جتنا بڑا جہاز ہو گا، وہ اتنا ہی زیادہ محفوظ ہو گا۔ چھوٹی کشتیاں ڈوب جاتی ہیں۔

فطرت نے پانی کے اندر ایک ایسا نظام سیٹ کر دیا ہے کہ جوں ہی وزن ایک طرف آتا ہے تو دوسری چیزیں جا کے اس کو بیلنس کرتی ہیں۔ اپنے اندر پانی کی نرمی لے کر آؤ۔ تو پہلی چیز اس میں عمل کی یہ ہے کہ سخت چیزیں ٹوٹ جاتی ہیں لیکن نرم چیزیں مضبوط ہوتی ہیں۔ آپ ایک عام پلاسٹک لیں زور لگانے سے ٹوٹ جائے گا، لیکن نرم پلاسٹک لیں، وہ جھک تو جائے گا لیکن ٹوٹے گا نہیں۔ انسانوں میں وہی لوگ جیتے ہیں جن کے اندر اللہ نے نرمی رکھی ہے۔

حدیث میں آتا ہے کہ اللہ کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی حضرت عائشہ سے کہا کہ عائشہ جس کو نرمی دی گئی اس کو خیرِ کل دے دی گئی۔ جس کے مزاج میں نرمی ہے تو یہ اللہ کا تحفہ ہے۔ وجہ کیا ہے کہ وہ پانی کی طرح ہے۔ ادھر سے نکلے گا ادھر چلا جائے گا۔ کسی کو غصہ آئے گا تو ادھر چلا جائے گا، کوئی اس کو برا بھلا کہے گا، وہ ادھر سے نکل جائے گا۔ کوئی اس کو چِڑ چِڑائے گا تو وہ چِڑے گا نہیں۔ بالکل ایک روئی کے گولے کی طرح بن جاؤ۔ یہ Flexibility ہے کہ حالات اچھے ہوں گے تو تب بھی گزر جائیں، اگر نہیں اچھے تو بھی گزر جائیں۔ یعنی شکوہ گلہ مت کریں۔ جو شکوہ اور گلے کرتے ہیں وہ زندگی میں کبھی کامیاب نہیں ہوتے۔

دوسری چیز تَأْكُلُوا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا تم اس میں سے تازہ گوشت کھاؤ۔ سی فوڈ یعنی مچھلی۔ آپ زندہ مچھلی لیں، زندہ سے مراد ثابت اور پھر خود اس کو اندر سے کاٹیں۔ جو اس کے اندر رگیں اور ٹرانسپیرنٹ سسٹم کی طرح اس کے اندر جھلیاں ہوتی ہیں۔ ایک ہلکا سا چھُری کا کونہ لگے تو فوری ٹوٹ جائیں۔ تو اللہ

تعالی نے اس مچھلی کے اندر کے سسٹم کو اتنا زبردست بنایا ہے۔ مچھلی کیوں سب کو پسند ہوتی ہے اور ڈاکٹر بھی اس کو کھانے کا کیوں کہتے ہیں کیونکہ وہ اندر سے صاف ہے۔ کیونکہ اس کے اندر خون نہیں ہوتا۔ اس لئے اس کو بغیر ذبح کیے بھی آپ کھا سکتے ہیں۔ مچھلی ہمیشہ پانی کی الٹ سمت میں چلتی ہے کہتے ہیں

تندیٔ بادِ مخالف سے نہ گھبرا اے عقاب۔۔ یہ تو چلتی ہے تجھے اونچا اڑانے کے لئے

آپ سوچیں کہ پانی اوپر سے نیچے کیوں نہیں آتا۔ ہر چیز میں ایک سسٹم ہے۔ کائنات پر غور و فکر کریں تو عقل دنگ رہ جاتی ہے۔ پھر لَحۡمًا طَرِیًّا، فریش میٹ نکالو اور کھالو۔

اور پھر اس سے اگلی چیز جو آپ کے مزاج کی ہے وَّتَسۡتَخۡرِجُوۡا مِنۡهُ حِلۡیَةً تم اس میں سے بناؤ سنگھار کا سامان بھی نکالتے ہو۔ حِلۡیَة وہی موتی بننے کی طرف اشارہ ہے۔ موتی کیسے بنتے ہیں۔ یہ جو oyster ہوتے ہیں، اس کا مزاج یہ ہوتا ہے کہ یہ پورا بند ہوتا ہے۔ اللہ تعالی نے اس کو ایسے ہی بند رکھا ہوتا ہے اور اس کے اندر ایک بہت نازک مزاج کیڑا ہوتا ہے۔ پھر صرف ایک ریت کا ذرہ کسی طریقے سے اس کے اندر چلا جاتا ہے۔ جب وہ ذرا اندر جاتا ہے تو وہ اس کو ٹچ کرتا ہے تو اس کو چبھتا ہے اور اس سے اس کو تکلیف ہوتی ہے۔ اب وہ کیڑا اس ریت کے ذرے کی تکلیف سے بچنے کے لئے اپنے منہ سے ایک لعاب نکالتا ہے اور وہ لعاب اپنے ارد گرد ڈالتا ہے اور وہ ریت کا ذرا اس کو مسلسل چبھتا رہتا ہے پھر ایک وقت گزرتا ہے کہ وہ لعاب تھپیڑے کھا کھا کے ایک موتی کی شکل میں بدل جاتا ہے۔ ایک بڑا مشہور شعر ہے کہ "کیا گزری ہے قطرے پہ گوہر ہونے تک"۔ فطرت کا اصول ہے کہ تکلیفوں میں سے ہی موتی نکلتے ہیں۔ اگر یہ چُبھے اور تکلیف نہ ہو تو کبھی موتی نہ بن سکے۔

اگر آپ اللہ کے راستے کے موتی بننا چاہتے ہیں تو آپ کو یہ ریت کے ذرے تو سہنے ہی پڑیں گے۔ نرم مزاج لوگ بڑے کام نہیں کرتے۔ لفظ تَلْبَسُوْنَهَا ، تم پہنتے ہو۔ یہ مذکر کی ضمیر ہے۔ موتی تو عورتیں پہنتی ہیں تو اس پہ ایک مفسر نے بات لکھی ہے کہ یہ آیت بتاتی ہے کہ مردوں کو اپنی عورتوں کو زیور پہنانا چاہیے۔ کہ مرد پہنائے۔ کیونکہ بیوی کے پاس زیور ہوتا ہے تو اس میں مرد کا ہی فائدہ ہوتا ہے کہ کہیں نہ کہیں کام آجاتا ہے۔ کہا کہ تم عورتوں کو زیور پہناؤ تاکہ وہ پہنیں اور پھر تمہیں اچھی لگیں۔

وَهُوَ الَّذِیْ سَخَّرَ الْبَحْرَ لِتَاْكُلُوْا مِنْهُ لَحْمًا طَرِيًّا فریش میٹ کی طرف بھی اشارہ ہے کہ باسی نہ کھاو، بلکہ فریش کھاؤ اور اس کے بعد وَتَرَى الْفُلْكَ مَوَاخِرَ فِيْهِ کہ دیکھو اور غور کرو۔ جہاں یہ آیتں اتر رہی تھی اس وقت وہاں پانی نہیں تھا۔ مکہ میں اس وقت پانی نہیں تھا۔ لیکن اللہ تعالی نے قرآن کو اس طریقے سے Updated کر دیا کہ ہم اس کو دیکھیں اور پڑھیں۔ کشتی مَوَاخِرَ فِيْهِ، لفظ مَوَاخِرَ، مَاخِرَةٌ کی جمع ہے۔ مخرہ کہتے ہیں چوڑائی میں پھاڑنا۔ ایک کاغذ ہے اگر اس کو ہم لمبائی میں پھاڑیں تو وہ قدا ہو گا جو ہم نے سورہ یوسف میں بھی پڑھا تھا، قدیہ، ہمارا قد بھی بڑھتا ہے۔ مَوَاخِرَ چوڑائی میں پھاڑنا۔ پانی میں کشتیاں کیسے چلتی ہیں مَوَاخِرَ۔ تو اللہ تعالی نے یہاں بتا دیا کہ یہ کشتیاں چلتی ہیں وَلِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ تاکہ تم اس کا فضل تلاش کرو وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ تاکہ تم اس کا شکر کرو۔

اللہ تعالی بتاتے ہیں کہ اس دنیا کو دیکھو جس رب نے عارضی دنیا اتنی خوبصورت بنادی ذرا سوچو اس نے مستقل دنیا کیسی بنائی ہو گی۔ چند دن کی دنیا ہے۔ ہمیں چند دن کہیں رہنا ہو تو ضرورت کی چیزیں بنا لیتے ہیں، پتا بھی ہے کہ اسے یہیں چھوڑ جانا ہے، لیکن پھر بھی بنا لیتے ہیں۔ تو سوچیں یہ دنیا جس کی حیثیت ایک مچھر کے پر کے برابر بھی نہیں تو وہ اللہ کی جنت کیسی ہو گی جس کے لیے اللہ نے خود فرمایا

: فَلَا تَعۡلَمُ نَفۡسٌ مَّآ أُخۡفِيَ لَهُم مِّن قُرَّةِ أَعۡيُنٖ جَزَآءَۢ بِمَا كَانُواْ يَعۡمَلُونَ ﴿١٧﴾ کوئی متنفس نہیں جانتا کہ اُن کے لئے کیسی آنکھوں کی ٹھنڈک چھپا کر رکھی گئی ہے۔ یہ ان اعمال کا صلہ ہے جو وہ کرتے تھے۔ اللہ تعالی یہ چاہتے ہیں کہ یہ سب کچھ اس نے تمہارے لئے رکھا اور تم اس سے فائدہ لو۔ گویا کہ ان آیتوں میں ہم نے سمندروں کے تین بڑے فائدے لے لیے۔ لَحۡم تازہ گوشت، حِلۡيَة زیورات، اور فَضۡلِهِ کشتی سے فائدہ لینا۔ کشتی کو مَوَاخِرَ بھی کہتے ہیں۔ 'ماخِرہ' کہتے ہیں کشتی کا پانی کو پھاڑنا، جس سے آواز پیدا ہو۔ اور پھر اسی طرح ماخر، وہ کشتی جو پانی کو پھاڑے۔ اور پھر اسی کی جمع مواخر ہے۔ نیو یارک ٹائم کی ایک رپورٹ ہے کہ ویسٹ افریقہ کا ایک شہر تھا "ایوری کوسٹ"۔ ساحلی ملک ہے۔ بجلی کثرت سے ہے اور اس شہر کو افریقہ کا شوکیس کہتے ہیں۔ پھر دسمبر 1993 میں اچانک وہ ایسا شہر بن گیا جہاں لوگ موم بتی کی روشنی سے کھانا کھائیں، پن بجلی سے بجلی پیدا ہوتی، بارش کی کمی سے ڈیم خشک ہوئے اور صنعتی ترقی 25 فیصد رہ گئی۔ کمپیوٹر فیل ہو گئے اور لفٹ میں پھنسنے کے ڈر سے لوگ وہاں نہ بیٹھے۔ ایک بارش ہوئی اور ان کی ساری مشینری بیکار ہو گئی۔

یہ ہے اللہ کا حکم کہ کائنات میں جتنی بھی تم نعمتیں استعمال کرتے ہو وہ اللہ تعالیٰ کی صرف ایک کُن کی مار ہے اور سب کچھ ختم ہو جاتا ہے لہذا وَلَعَلَّكُمۡ تَشۡكُرُونَ نعمتوں پر شکر ادا کرو۔ اگر انہی سمندروں پر جا کر فحاشی کا کام کریں اور اپنی سیروں کے نام پر گندی چیزیں لیں۔ تو اللہ تعالی کہتے ہیں کہ تم اس دنیا کے سحر میں مبتلا ہو، یہ تو کچھ بھی نہیں ہے آج تم اس کو دیکھ رہے ہو کل کچھ بھی نہیں رہے گا۔ آخرت کے مقابلے میں دنیا کی زندگی کی اہمیت کچھ بھی نہیں ہے اس لئے تم اس آخرت کو پانے کی فکر کرو جس کے لئے اللہ تعالی نے سب کچھ رکھا ہے وہ آخری چیز آج کے سبق میں جس پر غور و فکر ہے وہ ہیں پہاڑ:

وَأَلْقَىٰ فِي الْأَرْضِ رَوَاسِيَ أَن تَمِيدَ بِكُمْ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ ﴿١٥﴾

اور اسی نے زمین پر پہاڑ (بنا کر) رکھ دیئے کہ تم کو لے کر کہیں جھک نہ جائے اور نہریں اور رستے بنا دیئے تاکہ ایک مقام سے دوسرے مقام تک (آسانی سے) جا سکو۔

اور اس نے زمین میں لنگر ڈال دیے۔ لنگر 'اینکر' کو کہتے ہیں۔ جب کشتی کو روکنا ہو اس کے آگے ایک بڑا سا کڑا ہوتا ہے۔ اس کو کسی ایسی جگہ پر پھینکتے ہیں، جس کی وجہ سے کشتی رک جاتی ہے۔ صرف اس ایک لفظ نے آج سائنس کو سوچنے پر مجبور کر دیا کہ آخر ان پہاڑوں کی کیا پرپوزیشن ہے، ان پہاڑوں کی کیا اہمیت ہے۔ تو پتہ چلا کہ پہاڑوں کا کیا کام ہے أَن تَمِيدَ بِكُمْ، کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ زمین تمھیں لے کر لڑھک جائے۔ وَأَنْهَارًا وَسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُونَ اور اللہ تعالیٰ نے نہریں اور راستے بنائے تاکہ تم اپنی منزل پر پہنچا کرو۔ تین چیزیں ہیں اور تینوں میں سے پہلی چیز پہاڑ ہیں۔ یہ زمین جس پر آپ اور میں رہتے ہیں۔ اس زمین کے نیچے پگھلی ہوئی دھاتیں ہیں۔ آپ تصور کریں اگر کبھی کوئی چیز پگھلائی ہو مثلاً اگر کبھی کوئی گڑ پگھلایا ہو تو ایک گاڑی سی لیس بن جاتی ہے۔ یا کبھی تصویروں میں سونے چاندی کو پگھلا ہوا دیکھا ہو یا کبھی کوئی سٹیل مِل کی مل دیکھی ہو، جس میں وہ پہلے سٹیل کو Melt کرتے ہیں، پھر اس سے مختلف اوزار بناتے ہیں۔ جس زمین پر ہم رہتے ہیں اسی زمین کے نیچے کئی فٹ تک پگھلی ہوئی دھاتیں ہیں۔ اور جس زمین پر ہم رہتے ہیں یہ چند انچ crust ہے۔ یعنی یہ اللہ نے ٹھنڈا کیا ہوا ہے۔ جیسے آپ کسی بڑے سے Bowl کے اندر پگھلی ہوئی چیز لائیں اور اس کے اوپر ایک پتلی سی پلیٹ رکھ دیں۔ یہ پیپر پلیٹ میری اور آپ کی زمین ہے۔ تو اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو ہر وقت زلزلے آئے

رہتے۔ ہم ایک خیمے کا بھی کیل نہیں لگا سکتے تھے۔ یہ زمین ایک فٹ بال کی طرح گھومتی رہتی۔ اللہ تعالی نے یہ پہاڑ کیسے بنائے رَوَاسِيَ، زمین کی تہہ کے نیچے جا کے انہیں ٹھونک دیا۔

سمندروں کے اندر بھی پہاڑ ہیں۔ اگر یہ پہاڑ نہ ہوتے تو زمین ایک لٹو کی طرح گھومتی رہتی اور ایک مائع کی طرح پتے کے اوپر تیرتی ہوتی۔ ہماری یہ زمین مسلسل ہچکولے کھاتی اور اسی طرح ہم اس زمین پر گھومتے رہتے۔ اسی لئے اللہ تعالی نے کہا وَاَلْقٰى فِي الْاَرْضِ رَوَاسِيَ اَنْ تَمِيْدَ بِكُمْ یہ لفظ تَمِيْدَ ماد، یا میدو سے ہے اور مادہ، یا میدو، ڈگمگانے کو کہتے ہیں۔ جنبش کرنا۔ ہم اس پتلے سے چھلکے پر رہ رہے ہیں ۔ جس زمین کے پیٹ میں پگھلی ہوئی دھاتیں ہیں اگر اللہ کا ایک 'کن' ہو تو ہم سب اس زمین کے اندر جا سکتے ہیں۔ اگر پہاڑ نہ ہوتے تو یہ زمین ایسے تیرتی جیسے ایک کشتی تیرتی ہے۔ وَاَنْهٰرًا وَّسُبُلًا لَّعَلَّكُمْ تَهْتَدُوْنَ کتنی مکمل دنیا ہے۔ اور اب آسمان کی بات؛

وَعَلٰمٰتٍ ؕ وَبِالنَّجْمِ هُمْ يَهْتَدُوْنَ ﴿۱۶﴾ اور (راستوں میں) نشانات بنا دیئے اور لوگ ستاروں سے بھی رستے معلوم کرتے ہیں۔

رب کو پانے کی صرف اتنی ہی علامتیں نہیں ہے بلکہ اور بھی ہیں۔ اللہ تعالی نے انسانوں کی مدد کے لیے زمین میں علامتیں بنائیں۔ راستوں کی پہچان، جگہیں اور یہ پہاڑی علاقے، زمینی علاقے بنائے۔ پورے گلوب کو دیکھ لیجئے کیسے اللہ تعالی نے یہ سب کچھ کر کے ہمیں دکھا دیا اور ساتھ ہی ساتھ ستارے ٹانک دیے۔ ستاروں سے بھی راستے معلوم ہوتے ہیں۔ اللہ تعالی نے کہہ دیا سب کچھ میں نے تمہارے لئے بنایا تاکہ تم غور و فکر کیا کرو۔ اللہ تعالی اگلی آیت میں اس بات کی دعوت دیتے ہیں؛

اَفَمَنۡ يَّخۡلُقُ كَمَنۡ لَّا يَخۡلُقُ ؕ اَفَلَا تَذَكَّرُوۡنَ ﴿۱۷﴾

تو جو (اتنی مخلوقات) پیدا کرے۔ کیا وہ ویسا ہے جو کچھ بھی پیدا نہ کر سکے تو پھر تم غور کیوں نہیں کرتے۔

یہ اس سارے سبق کا تھیم ہے، کہ اے مکہ والو یہ جو تم نے بت بنائے ہوئے ہیں لات، منات، عزیٰ، بتاؤ کیا انہوں نے بھی وہ سب کچھ بنایا ہے جو اللہ نے بنایا ہے۔ سورۃ یونس آیت نمبر 18 میں ہم پڑھ چکے ہیں وَيَقُوۡلُوۡنَ هٰٓؤُلَآءِ شُفَعَآؤُنَا عِنۡدَ اللّٰهِ ؕ وہ کہتے ہیں کہ یہ ہمارے اللہ کے ہاں سفارشی ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کہتے ہیں کہ بتاؤ کہ ان کا اللہ کے ساتھ کچھ حصہ ہے۔ جس نے بنایا ہے وہی چلائے گا۔ تم مان جاؤ!

وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا ؕ اِنَّ اللّٰهَ لَغَفُوۡرٌ رَّحِيۡمٌ ﴿۱۸﴾

اور اگر تم خدا کی نعمتوں کو شمار کرنا چاہو تو گن نہ سکو۔ بے شک خدا بخشنے والا مہربان ہے۔

پیچھے ہم نے سورۃ ابراہیم میں بھی نعمتوں کی بات پڑھی تھی کہ اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو گن نہیں سکتے۔ کیا ہم ان نعمتوں کو گن سکتے ہیں۔ نعمت وہ ہوتی ہے جب چھن جائے تب پتہ چلے۔ بیماری آتی ہے پھر صحت کی قدر کا پتہ چلتا ہے۔ ہمارا جسم 5 فٹ کا ہے اور ہم اس کے ظاہری تقاضے پورے کرتے ہیں۔ ہم سارا زور کھانے پینے پہ لگاتے ہیں۔ اس جسم کے ظاہری تقاضوں کو پورا کرتے رہتے ہیں۔ سوچیں اگر مجھے اپنے اندر کے نظام کو بھی خود سارا فیڈ کرنا پڑتا۔ روز جا کے خون خرید کر لاتے اور پھر خون کی بوتلیں لگاتے۔ ریڈ اور وائٹ لاتے خون اور بلڈ کی پریپوزیشن صحیح کرتے۔ سارا دن اندر کے ہی کام کرتے رہتے تو کیا ہم باہر کے کام کر لیتے وَاِنۡ تَعُدُّوۡا نِعۡمَةَ اللّٰهِ لَا تُحۡصُوۡهَا اصل بات یہ ہے کہ ہم اللہ کا

شکر نہیں کرتے۔ ہمارے جسم میں اتنی مشینی ہیں کہ اگر ان کو باہر دنیا میں آرٹیفیشل ہی آپریٹ کرنا پڑے تو ایک ایکڑ جگہ چاہیے۔ کہتے ہیں یہ برین میں جو سب کچھ ہو رہا ہے اگر اس سارے سسٹم کو باہر کھلی جگہ میں رکھ دیا جائے تو ایک ایکڑ جگہ چاہیے جہاں یہ ساری مشینیں فٹ ہوں۔ کئی ریفائنریز کا کام یہ ہوتا ہے کہ وہ گندے تیل کو کوکنگ آئل میں تبدیل کرتی ہیں۔ اللہ کی اتنی نعمتیں ہیں۔

سوچیے کیا میں اللہ کے بغیر ایک لمحہ بھی جی سکتی ہوں۔ مجھے اللہ کی ضرورت ہے، کیا میں اللہ کی ان نعمتوں سے بے نیاز رہ سکتی ہوں۔ تو پھر اللہ کا شکر ادا کریں۔ اللہ تعالی کہتے ہیں اگر شکر ادا نہیں کرتے تو پھر میری نافرمانیاں تو نہ کرو۔ نعمتیں دینے والے کے باغی تو نہ بنو۔ آج ہمارے پاس ہر چیز کے لئے مال وقت اور شوق ہے، جذبے اور سکیلز بھی ہیں، لیکن اللہ کے دین کے لیے کچھ بھی نہیں ہے۔ ہر چیز کے لئے موٹیویشن ہے، لیکن دین کے لئے کوئی موٹیویشن نہیں ہے۔ جو لوگ اس کو کرتے بھی ہیں وہ بھی ایک ثواب، ایک بہت بڑی فرض کی چیز سمجھ کر کرتے ہیں۔ ہمارے دل میں محبت نہیں آتی اور اسی کا نام ہی شرک ہے۔ آج کے دور کا شرک ہی یہی ہے۔ سوچیں کیا واقعی میرے اندر یہ علامتیں آگئی ہیں۔ آج کے سبق میں جو اللہ تعالی نے یہ بات کہی ہے کہ تم ان علامتوں سے اپنے رب کو پہچانو۔

آج کے سبق میں کیا اللہ تعالی سے آپ کو ایک پرسنٹ بھی قربت محسوس ہوئی ہے، حالانکہ آج کے پورے سبق میں کہیں نماز، روزے اور حج کا ذکر نہیں آیا۔ تو پتہ چلا کہ غورو فکر کرنا انسان کو اللہ کے قریب کر دیتا ہے اور اگر یہ غورو فکر ایک ماں نے کر لیا تو یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ ایک بچے کو نہ سکھائے۔ ہم کتنا اپنے بچوں کا ان چیزوں پر وقت لگاتے ہیں۔ یہ جو آج گھروں میں ہر وقت جھگڑے اور مسئلے ہیں یہ سب ختم ہو جائیں، اگر ہم اپنے بچوں کو نیچر کے قریب کر دیں۔ اور ان کو تب کریں گے جب ہم خود

قریب ہوں گے۔ فون کلچر نے توزندگی کا حسن ہی ختم کیا ہوا ہے۔ سڑک کراس کرتے ہوئے گاڑی کے نیچے آجائیں گے لیکن ہماری نظریں اس فون سے نہیں ہٹیں گی۔ نیچر سے کٹ گئے ہیں۔

ہے دل کے لیے موت مشینوں کی حکومت ۔۔ احساسِ مروت کو کچل دیتے ہیں حالات

ماں نے بھی بچے کو فون سے مصروف کیا ہوا ہے۔ ہم نے اپنے بچوں کے ساتھ بہت زیادتی کی ہے۔ ہم نے زندگی کا لطف نہیں پایا۔ ہمیں آج تک جینا ہی نہیں آیا اور ہم اس دنیا سے جانے والے ہو گئے۔ ہمارا یہ کلاس روم بہت محفوظ ہے۔ ایسے لگتا ہے کہ ساری دنیا ہی بہت مزے میں ہے لیکن جوں ہی آپ تھوڑا سا باہر نکلتے ہیں تو اللہ کی پناہ۔ بہت سے لوگ اس وقت بے کار کی کاٹ رہے ہیں اور خوش نہیں ہیں۔ زندگی میں سب کچھ پانے کے باوجود ابھی تک ان کے پاس نعمتوں میں غوروفکر نہیں ہے۔ چند چیزیں اپنے اندر نوٹ کریں۔ اگر ہیں تو الحمدللہ، کیونکہ جو جنت کے راستے پر چلتے ہیں اس کی کچھ علامتیں ہوتی ہیں۔

سب سے پہلے دل میں نیکیوں کی رغبت۔ خود سے پوچھیں، اپنی چیک لسٹ خود بنائیں۔ کیا میرے دل میں نیکیوں کی رغبت ہے۔ رغبت کا مطلب ہے خوشی سے کرنا، کسی مجبوری سے نہیں، اپنی علامتیں خود پہچانیں۔ چھٹیوں میں کتنی دفعہ قرآن کھولا، کتنی چھُٹی ہوئی اسائنمنٹ پوری کیں۔ اگر آٹھ دنوں میں آپ نے ایک دفعہ بھی قرآن نہیں کھولا تو پھر تو ہلاک ہونے والی بات ہے۔

ایک دوسری علامت جو جنت میں جانے والوں کی ہوتی ہے وہ ہے دلوں کا نرم ہونا،

اور تیسری علامت کہ کسی کی برائی دل میں نہیں ٹھہرتی۔ آتی تو ہے، انسان ستائیں گے، دکھ دیں گے۔ سارے انسان اچھے نہیں ہوتے اس لیے دل میں خیال آئے گا ضرور، لیکن ٹھہرے گا نہیں۔

اور چوتھی علامت ہے زبان کی حفاظت، دل دُکھ سے تڑپ رہا ہو لیکن بولتے ہیں تو سوچ کر بولتے ہیں کہ کہیں میرا بولنا زیادتی نہ ہو جائے۔ اور پھر اس کے بعد اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم سے شدید محبت کی علامت۔ پھر صلہ رحمی، رشتے داروں سے ان کو بڑی محبت ہوتی ہے اور پھر اگلی بات صحابہ کرام کی زندگیاں ان علامتوں سے بھری ہوتی ہیں کہ کب قربانیاں دینا آسان ہو جاتا ہے۔

اگر یہ سب کچھ آپ کے اندر ہے تو آپ مبارک کے لائق ہیں اور اگر نہیں ہے تو کوئی بات نہیں۔ فکر کرتے ہیں انشاء اللہ اللہ تعالی آسانیاں کرے گا۔ اللہ تعالی کہتے ہیں تم جو کرتے ہو کرو، لیکن میں تم کو اپنی قدرت بتادوں؛

وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُسِرُّوْنَ وَمَا تُعْلِنُوْنَ ﴿١٩﴾

اور جو کچھ تم چھپاتے اور جو کچھ ظاہر کرتے ہو سب سے خدا واقف ہے ۔

سوچیں، اس آیت کو پڑھ کر کہ کیا میں کچھ ایسی چیزیں چھپاتی ہوں جس کو سن کر مجھے خوف آگیا ہو اور کیا کچھ چیزیں ایسی ہیں کہ چھپا کر نیکی کرتے ہیں اور خوشی ہوتی ہے کہ کیا اللہ کو اس کا بھی پتہ ہے۔ وہ اللہ تو اندر باہر سب کو جانتا ہے۔

وَالَّذِيْنَ يَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ لَا يَخْلُقُوْنَ شَيْـًٔا وَّهُمْ يُخْلَقُوْنَ ﴿٢٠﴾

اور جن لوگوں کو یہ خدا کے سوا پکارتے ہیں وہ کوئی چیز بھی تو نہیں بنا سکتے بلکہ خود ان کو اور بناتے ہیں۔

اب ان کے شعور پر ہتھوڑے مارے جارہے ہیں اور جن کو یہ اللہ کے سوا پکارتے ہیں وہ کچھ پیدا نہیں کرتے بلکہ وہ تو خود پیدا کیے جاتے ہیں۔پہلے خود خدا کو بناؤ پھر اس سے مانگو؛

اَمۡوَاتٌ غَيۡرُ اَحۡيَآءٍ‌ ۚ وَمَا يَشۡعُرُوۡنَ اَيَّانَ يُبۡعَثُوۡنَ ﴿۲۱﴾

لاشیں ہیں بے جان۔ان کو یہ بھی تو معلوم نہیں کہ اٹھائے کب جائیں گے۔

جن اولیاء اللہ کے نام پر انھوں نے بت بنائے ہوئے ہیں وہ تو اس دنیا میں بھی نہیں ہیں۔ان کو تو کچھ معلوم ہی نہیں کہ قیامت کب آئے گی۔کب اٹھائے جائیں گے۔ایک اصول سمجھ لیں کہ کسی سے مدد مانگنے کی تین شرطیں ہوتی ہیں مثلا آپ کہتے ہیں کہ مجھے پانی دیں تو یہ مدد ہے۔

تو تین شرطیں ہیں اس کی نمبر 1 کہ جس سے میں مدد مانگوں وہ زندہ ہو، دوسری بات موجود ہو، جو یہاں ہے ہی نہیں آپ ان سے پانی کیسے مانگ سکتے ہیں اور تیسری بات کہ وہ عالم شہادہ میں ہوں۔مثلا کوئی شخص فوت ہو چکا ہے اس کی قبر پر جا کر کہیں مجھے پانی دے دو مجھے پانی دے دو تو وہ پانی نہیں دے سکتا کیونکہ وہ فوت ہو چکا ہے۔اور دوسری بات کہ زندہ تو ہیں لیکن اِدھر موجود نہیں۔اگر آپ کی ماں کسی دوسرے ملک میں بیٹھی ہیں اور آپ ان سے کہیں کہ کھانا دے دیں تو وہ کھانا نہیں دے سکتی ہیں۔ تیسری ایک اور صورت کہ وہ زندہ بھی ہو، موجود بھی ہو اور عالمی شہادہ میں بھی ہو۔

ہمارا ایمان ہے کہ ہمارے دائیں اور بائیں کَرَامِنً کَاتِبِيۡن ہیں۔تو کیا میں کرامن کاتبین سے کہہ سکتی ہوں کہ مجھے پانی لا دو۔میں ان سے نہیں کہہ سکتی، اس لئے کہ میں ان کو دیکھ نہیں سکتی۔عالم الغیب میں صرف ایک ہستی ہے جس سے آپ مدد مانگ سکتے ہیں اور وہ اللّٰهُ لَاۤ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الۡحَىُّ الۡقَيُّوۡمُ ہے اور وہ

موجود بھی ہے۔ اس کو آپ کہہ سکتے ہیں اور وہ دے گا۔ جس سے مانگیں گے وہ آپ کا معبود بن جائے گا۔

اگلی آیتوں میں اللہ تعالی کی اور نشانیوں کا بھی ذکر ہے۔ لیکن ساری آیتوں کا خلاصہ یہی ہے کہ اتنی قدرت والے رب کو چھوڑ کر دوسروں کے پاس جاتے ہو۔ کتنے ہی ناسمجھ لوگ ہیں۔ ایک دکان دار جس کے پاس کم سامان ہے، کچھ پرانی اور خراب چیزیں ہیں وہاں کھڑے دروازہ کھٹکھٹا رہے ہیں کہ سٹور کب کھلے گا مجھے چیزیں لینی ہیں اور ایک اسٹور ہے جس سے ساری چیزیں ملتی ہیں اور اس کو چھوڑ رہے ہو تو سمجھ دار کون ہے جو ساری قدرتوں والے رب کے پاس جائے اور اس سے مانگے۔